خذوا ما آتینٰکم بقوة واذکروا ما فیه لعلکم تتقون

قرآن عظیم اور جبریہ تعلیم

از

حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا مولوی محمد زکریا صاحب کاندھلوی مدظلہ

جسکو

مولوی نصیر الدین ناظم کتب خانہ یحیوی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

نے شائع کیا

ایک آنہ (۱ر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ٥

محترم و عنایت فرمایم

بعد سلام مسنون آنکہ اسوقت ایک نہایت اہم اور اشد ضرورت کی طرف توجہ عالی کو مبذول کرنیکے لئے یہ عریضہ ارسال خدمت ہے۔ یہ تو جناب کو معلوم ہو گا کہ ایک عرصہ سے نواح ہندوستان میں جبریہ تعلیم کا سلسلہ شروع ہے اور یکے بعد دیگرے مختلف صوبوں میں اوسکا نفاذ ہو رہا ہے۔ اسکے مفید ہونے میں تو کسی کو انکار ہو سکتا ہی۔ بالخصوص ایسی حالتمیں جبکہ مسلمانوں کی تعلیمی حالت حقیقۃً نہایت کمزور ہوتی جاتی ہے۔ جہالت اور آوارگی کے جسقدر اثرات ہیں وہ مسلمانوں میں روزافزوں مگراس شئے کے ساتھ ہی بعض عوارض ایسے درپیش ہیں کہ جنکی وجہ سے اسمیں تھوڑی سی اصلاح کی ضرورت درپیش ہے۔

جناب کو یہ تو محقق ہو گا کہ جہاں ہم مسلمانوں میں اور بہت سے اسباب پستی و کمزوری پیدا ہو رہے ہیں وہاں مذہب کی طرفسے بھی عام بے رغبتی اور بے توجہی روزافزوں ہی۔ حتی کہ ایک جماعت کا خیال ہی کہ یہ مذہب ہی کارو ڑا ترقی کے راستہ میں حائل ہے۔ تاوقتیکہ یہ درمیان سے نہ نکلے ترقی کا راستہ صاف نہیں ہو سکتا۔ اخبار بین حضرات سے یہ امر مخفی نہیں اور اس سے انکار ناممکن ہی۔ اس جماعت کے مقابلہ میں نہ کچھ کہنے کی گنجائش اور نہ یہ حضرات اسوقت اس ناقص تحریر کے مخاطب، ان سے تو اسکے سوا کیا کہا جا سکتا ہی کہ اپنی حکمت خلقت کو آپ نے پہچانا ہی نہیں۔ آپ کے

وجود کی حکمت ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ھو الرزاق ذوالقوۃ المتین ۞
ترجمہ۔ اور میں نے جن و انس کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کیا کریں۔ میں اُن سے رزق رسانی کی درخواست نہیں کرتا اور نہ یہ کہ وہ مجھکو کھلایا کریں اللہ تعالیٰ خود ہی سب کو رزق پہونچانے والا ہے قوۃ والا۔ نہایت قوت والا ہے۔ (بیان القرآن)

بالجملہ اس گروہ سے مجھ سا نا اہل کیا خطاب کی ہمت کر سکتا ہے۔ دوسری جماعت وہ ہے جو مذہب کے تو مخالف نہیں مگر موجودہ مذہبی جماعت کے اُسی درجہ میں مخالف اور اُن کو نا اہل و نا لایق سمجھنے کی وجہ سے اُن سے دور بھاگنے کی کوشش کرتی ہے۔ اور اپنے عوام کو متنفر اور دور رکھنے میں جان توڑ کر منہمک ہے۔ اور اُن کی ہر سعی کو نا کام کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ علماً اگرچہ یہ جماعت پہلے گروہ سے بہت زیادہ اسلم و اصلح ہے مگر عملاً دونوں ایک ہی حکم میں ہیں۔

ان حضرات سے بھی میرا کچھ عرض کرنا بے سود جراءۃ ہے اور نقار خانہ میں طوطی کی صدا سے زیادہ نہیں۔ میں مذہبی گروہ کی صفائی یا تبری نہیں کرتا۔ یقیناً بہت سی کمزوریاں ان کے اکثر افراد میں پائی جاتی ہیں مگر دو باتوں کیطرف ان حضرات کی توجہ کو منعطف کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اول یہ کہ مذہبی جماعت کا معیار آپ حضرات نے کیا قائم فرما رکھا ہے؟ کیا ہر وہ شخص جسکے نام پر شروع میں مولوی کا لفظ لکھا جائے وہ مقتدا ہے، کیا ہر وہ شخص جو عربی کی کتاب سمجھ سکتا ہو یا اُسپر عبور کر چکا ہو وہ دین کا پیشوا ہے، کیا ہر وہ شخص جو کسی ممبر پر کھڑے ہو کر دلچسپ تقریر کر سکتا ہو، یا کسی رسالہ میں شستہ تحریر لکھ سکتا ہو وہ مذہب کا سچا رہنما ہے، فلیعلمن اللہ الذین صدقوا

وليعلمن الكاذبين۔ واللہ یعلم المفسد من المصلح۔

اسلئے اول آپکو حقیقی مولوی اور سچے مقتداؤں کی جانچ فرمانا ضروری ہے۔

دوئم یہ کہ اس دورِ فساد میں کونسا عملہ ایسا ہے جسمیں کمزوری، کوتاہی نہیں۔ تجارت حرفت، ملازمت کوئی سی چیز کو دیکھ لیجئے کہ بے ایمانی دغابازی سے کم لوگ خالی ملینگے مگر کیا آپ حضرات نے بازار سے خرید فروخت بند کردی، یا پیشہ وروں سے کام لینا چھوڑ دیا، یا ملازمت کو خیرباد کہدیا، بہرحال ضرورت اور غرض کیلئے اپنی وسعت کے موافق سعی کے بعد ہر چیز سے استفادہ کیا جاتا ہے تو پھر کیا مذہب ہی ایک ایسی بیکار چیز ہے جسمیں کام کرنیوالوں کی کوتاہی سے آپ اس سے بیزار رہنے اور رکھنے کی کوشش فرماتے ہیں۔ آپ ان کی کوتاہیوں اور کمزوریوں میں ہرگز ساتھ نہ دیجئے مگر انکی حق بات کی اعانت سی دریغ نہ کیجئے۔ حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله ان الله شديد العقاب۔ ترجمہ ایسا نہ ہو کہ تمکو کسی قوم سے جو اسی سبب سے بغض ہے کہ اُنہوں نے تم کو مسجد حرام سے روکدیا تھا وہ تمھارے لئے اس کا باعث ہوجاوے کہ تم حد سے نکلجاؤ۔ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو۔ بیشک اللہ تعالےٰ سخت سزا دینے والے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا۔ اعدلوا هو اقرب للتقوى۔ ترجمہ اور کسی خاص لوگوں کی عداوت تمکو اسپر برانگیختہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو کہ وہ تقویٰ سی زیادہ قریب ہے، اسلئے میری نہایت ادب سے التجا ہے کہ علما کی کمزوریوں کی وجہ سے آپ بھی حد سے تجاوز نہ کیجئے

بالجملہ ان دونوں گروہ کو چھوڑ کر تیسری جماعت وہ ہی جو مذہب اور اہلِ مذہب کو باوجود انکی کمزوریوں کے کسی درجہ میں ضروری سمجھتی ہے اور انکی حامی ہی۔ یہی حضرات میری اس ناقص تحریر کے مخاطب ہیں اور انہیں سے اس عریضہ کے ذریعہ سے ایک درخواست پیش کر رہا ہوں وہ یہ کہ **جبریہ تعلیم** کے سلسلہ میں بعض جگہ کے قرآنی مکاتب کو نقصان پہونچا اور وہاں کے مسلم ممبروں نے اس قدر بے انصافی کا ثبوت دیا ہے کہ دنیا میں تو یہ ظلم کا تمغہ ان کے گلہ کا ہار نامہ کا سہرا ہے ہی آخرۃ میں بھی کیا عجب ہے کہ یہ معصیت انکے اعمال نامہ میں رہے (الکن اللہ غفور کریم)

آپ حضرات سے ہم مکتب و مسجد کے ملانوں اور خود غرض مولویوں کی ایک درخواست ہے کہ اپنی مساعی جمیلہ سے اتنی اصلاح اسمیں کرا دیجیے کہ قرآن شریف پڑھنے والے بچے خواہ وہ اسوقت پڑھنے والے ہوں یا آیندہ پڑھنا شروع کر دیں، وہ حفظ کرنے والے ہوں یا ناظرہ خواں اس جبر سے مستثنی کر دیے جاویں اور اس بارہ میں آپکی سعی بلیغ کی احتیاج ہے جو صورت آپ اپنی انفرادی شخصیت یا اور مخلصین کے ساتھ ملکر اجتماعی حیثیت سے فرما سکیں اسمیں دریغ نفرمائیں کہ ابھی ابتدا ہی ہے خدانخواستہ اگر یہ صورت نہوئی تو اسکی مضرت اس نفع پر غالب آجائیگی جو جبریہ تعلیم سے متوقع ہی۔ مجھے اس بارہ میں بہت سے اہل الرای اور ممبروں سے گفتگو کا موقع ملا ہی۔ جہانتک میں خیالات کا اندازہ کر سکا ہوں چند اشکالات اس تعلیم کے حامیوں کو درپیش ہوتے ہیں جو حسب ذیل ہیں

(۱) درجہ حفظ کو بالعموم یہ حضرات مستثنی کرنے کو تیار ہوتے ہیں اور اسکے لئے کوئی مزاحمت نہیں کرتے مگر ناظرہ خواں لوگوں کے متعلق ان کو یہ خیال ہی کہ جبریہ تعلیم یا پرائمری تعلیم اسمیں مزاحم نہیں اسلئے اس کو مستثنی کرنے کی ضرورت دیر میں سمجھ میں آتی ہی اسکے متعلق چند امور قابلِ عرض ہیں:۔

(الف) جبکہ ناظرہ قرآن شریف کے ساتھ "جبریہ تعلیم" بھی رکھی جائے تو چونکہ "پرائمری تعلیم" پر ہر نوع کا جبر بچے اور اُس کے سرپرستوں پر ہوگا اور اُسکی غیر حاضری پر جرمانہ وغیرہ ہر قسم کی دارگیر ہوگی بخلاف قرآن پاک کے کہ اُس کی تعلیم پر کسی قسم کا جبر نہ ہوگا تو ایسی حالت میں جس نوع کی کوتاہی یا تساہل وغیرہ ہوگا اُسکا نزلہ قرآن پاک کی تعلیم پر پڑیگا۔

(ب) بچوں کی یہ کمسنی کا زمانہ بالعموم اس کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ اس عمر میں اُن پر دو چند بار ڈالدیا جائے کہ دونوں تعلیموں کو مستقل طور پر پوری کر سکیں۔

(ج) بہت سے بچے ضعیف الجثہ اور ضعیف القوی ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کو دونوں چیزوں کا سنبھالنا ناممکن ہے اور ایسی حالت میں ہر بچے کے متعلق یہ تحقیق کہ یہ کس حالت کا ہے دشوار ہوگی۔ حالانکہ بمقتضائے عمر ایک تعلیم کو سنبھالنا بھی دقت سے خالی نہیں۔

(د) پرائمری تعلیم کی ہر قسم کی نگرانی، انعامات امتحانات وغیرہ ہونے کی وجہ سے اسکے ساتھ کسی دوسری تعلیم کا بالخصوص ایسی حالت میں چلنا دشوار ہے کہ اس پر دنیا میں کسی قسم کا ثمرہ نہ ہو کہ اس ظاہری بے ثمری نے بڑوں بڑوں کو اس تعلیم سے لاپرواہ کر دیا بچہ تو بہرحال بچہ ہی ہے۔

(ہ) بچوں کے لئے اردو کے قصے جبکہ وہ سمجھ میں آتے ہوں زیادہ دلچسپی کا سبب بنیں گے اور کلام پاک چونکہ اُس کے سمجھنے سے بچے قاصر ہوتے ہیں اسلئے بھی اوسمیں دلچسپی نہ ہوگی اور تعلیم قرآن میں حرج کا سبب ہوگا۔

(و) بہت سے بچے کچھ حصہ ناظرہ کلام پاک پڑھنے کے بعد حفظ کا سلسلہ شروع کرتے ہیں

کہ وہ ابتدائے حفظ کے متحمل نہیں ہوتے جبکہ ناظرہ خواں بچوں کی ساتھ اردو لازم کردیجائیگی تو وہ اگر حفظ کرنا بھی چاہیں گے تب بھی اُن کو حفظ کے لئے کوئی وقت نہ مل سکیگا۔

(۲) بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ جبریہ تعلیم کے بعد جو لوگ قرآن شریف پڑھنا چاہیں وہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق میری عرض یہ ہے۔

(الف) کہ قرآن شریف کی اس قدر رغبت لوگوں میں کہاں ہے کہ وہ بطورِ خود اس طرف متوجہ ہوں اگر ایسا ہو جاتا تو پھر کس کو غرض تھی کہ وہ آپ حضرات کی خواہ مخواہ منتیں کرتا۔ ابتداء میں والدین کے زور سے بچے اکثر پڑھ لیتے ہیں لیکن جو لوگ ابتداء میں نہیں پڑھ سکتے اُن کو کب میسّر ہوتا ہے آپ خود ہی ایک نظر اُس فرقہ پر ڈالیں جو پہلے اُردو پڑھ چکے ہیں کہ کیا اُن کو قرآن پاک کے پڑھنے کا زمانہ ملتا ہے یا وہ پڑھتے ہیں۔

(ب) میں پوچھتا ہوں کہ بعینہٖ یہی صورت اسکے عکس میں بھی تو ممکن ہے کہ جو بچے کلام پاک پڑھ چکے ہوں اُن کو تعلیم جبریہ میں لے لیا جاوے جیسا آپکو وہ مشکل ہے حالانکہ حکومت، سطوت، دبدبہ آپ کے ساتھ ہے۔ پھر غریب ملانے کس طرح اُن تعلیم یافتہ مہذب نوجوانوں پر زور دیسکتے ہیں کہ وہ کسی طرح قرآن شریف پڑھ ہی لیں اور اگر ایک فیصدی کسی نے پڑھ بھی لیا تو کیا اس سے جناب کے خیال میں اُس نقصان کی تلافی ہو جائیگی جو تعلیم قرآنی کو اس جدید قانون سے پہونچیگا۔

(ج) نہ صرف بچوں کو بلکہ بڑوں کو بھی عام طور پر جب کسی سلسلہ میں لگ جاتے ہیں اوسکو چھوڑ کر دوسرے سلسلہ کو شروع کرنا دشوار ہوتا ہے جبکہ بچہ درجہ ہم تک جبریہ تعلیم کے سلسلہ میں ترقی کر چکے گا تو اوسپر یا اُس کے والدین پر کیا جبر ہوگا کہ

وہ اس سلسلہ کو چھوڑ کر کسی دوسری سلسلہ کو اختیار کرے۔

(د) دلائل عقلیہ کو چھوڑ کر دنیا پر ایک نظر غائر ڈالیں اور تلاش فرمائیں کہ کتنے لڑکے آپکو ایسے ملتے ہیں جو اول اسکولوں میں دُنیوی تعلیم میں مشغول ہونے کے بعد دینی تعلیم یا قرآن شریف کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بلکہ اس سے زیادہ غضب یہ ہے کہ وہ لوگ حروف شناس ہو جانے کے بعد اپنے کو ماہر سمجھکر خود بخود قرآن شریف پڑھنے لگتے ہیں جسکی وجہ سے غلط سلط پڑھتے ہیں۔

(ھ) اس سے زیادہ کھلی بات یہ ہے کہ جو لوگ والدین کے اثر سے بچپن میں حفظ تک کر چکے تھے وہ اس دُنیوی تعلیم میں مشغول ہو کر والدین کی اُس محنت کو رائگاں کر کے کلام پاک کو بھلا دیتے ہیں اور پھر اُن مہذب تعلیم یافتوں کی خودسری کی بدولت کوئی اُنسے یہ کہنے والا بھی نہیں ہوتا کہ تم نے بچپن میں قرآن شریف حفظ کیا تھا مرنے کے بعد اللہ اور اُس کے رسول کو ہی نہیں بلکہ اپنے والدین کو بھی جنہوں نے بڑی محنت و شفقت سے یہ تعلیم دی تھی اور قرآن پاک حفظ کرایا تھا کیا مُنہ دکھاؤ گے۔ اور جب یہ دن رات کا مشاہدہ ہے تو ایسی بددینی کے دور میں کیا اُمید کیجا سکتی ہے کہ وہ ۴-۵ جماعت تک پڑھنے کے بعد اُسکو چھوڑ کر قرآن پاک پڑھیں گے۔ یا پوری تعلیم سے فراغت کے بعد وہ تلاش معاش کو چھوڑ کر قرآن شریف پڑھیں گے۔

(و) اگر تمام باتوں سے قطع نظر بھی کر لی جائے تو بھی اسکا مطلب کھلا ہوا یہ ہے کہ حفظ کے سلسلہ کو تو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہدینا چاہیئے اسلئے کہ حفظ کا اصل زمانہ یہی نوعمری کا وقت ہے اس کو جبکہ دوسرے کاموں میں خرچ کیا جاتا ہے تو پھر بڑے ہو کر حفظ کرنا کسقدر مشکل ہے آپ حضرات اُن بچوں کو جو اسوقت حفظ کرتے ہیں کسی درجہ میں استثنا کیلئے تیار

بھی ہیں لیکن ان کے علاوہ ہر شخص مجبور ہی تو گویا جو بچے اس وقت حفظ کرنا شروع کر چکے ہیں حفظ قرآن کا انہیں پر خاتمہ ہے۔

آپ ہی اپنے ذرا طرزِ عمل کو دیکھیں * ہم اگر عرض کرینگے تو شکایت ہوگی

(۳) یہ بھی کہا جاتا ہی کہ اس کا نفع عام ہے۔ اگر خدانخواستہ چند قرآن شریف پڑھنے والے بچوں کو نقصان بھی پہونچکر عام مسلم بچوں کیلئے نفع کی صورت پیدا ہوگئی تو کیا نقصان ہے۔

(الف) اول تو مسلمان کی زبان پر ان الفاظ کا آنا مجھ سے نافہم کے خیال میں نا مناسب ہے۔ کیا قرآن پاک کے مقابلہ میں کوئی چیز نفع شمار ہو سکتی ہی؟

(ب) لیکن میں پوچھتا ہوں کہ عام نفع کونسی صورت میں ہی افسوس کہ یہ امر ایسا نہ تھا جسمیں کسی مسلمان کو یہ کہا جاتا کہ غور کیجئے۔ مگر شومی اعمال کہ اس کہنے کے بعد بھی بعض مسلمان ایسے نکلیں گے جنکا غور بھی صواب سے دور ہٹا ہوا ہوگا۔ خدارا ذرا سوچیں کہ اگر خدانخواستہ ایک مسلمان بھی قرآن پڑھا ہوا نہ رہے تو یہ نقصان عام اور مسلمانوں کی تباہی ہی یا ایک شخص بھی اردو سے واقف نہ ہو یہ مسلمانوں کی تباہی ہی۔ غور سے سنیں کہ مسلمان قرآن پاک پڑھنے اور یاد کرنے کے مامور ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہی کہ :- تعاهدوا القرآن فو الذی نفسی بیدہ لھو اشد تفصیا من الابل فی عقلھا ترجمہ قرآن پاک کی خبرگیری کرتے رہا کرو اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ قرآن پاک زیادہ جلد نکل جانیوالا ہے بہ نسبت اونٹ (وغیرہ چوپایوں) کے اپنی رسی سے۔

خود حق سبحانہ عز اسمہ نے سورہ قمر میں بار بار اس طرف متوجہ فرمایا ہی۔ ولقد یسرنا القرآن الآیۃ سے ایک تفسیر کے موافق کہ ہم نے قرآن پاک حفظ کرنے کے لئے

آسان کر دیا کوئی ہے یاد کرنیوالا۔

نیز اگر خدانخواستہ ایک بھی قرآن شریف پڑھا ہوا یا حافظ نہ رہے تو سب گنہگار ہیں لیکن حساب کتاب جاننے والا اگر ایک بھی نہ رہے تو کوئی دینی مضرت نہیں بلکہ کوئی رنج رسیدہ اگر یوں کہدے کہ ہمیشہ سے مہارتِ حساب کتاب سے ناواقفیت تو ہمارا تمغۂ امتیاز ہے تو وہ معذور ہے۔

انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب الشہر ھکذا وھکذا الحدیث ترجمہ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ہم (مسلمان) حساب کتاب نہیں جانتے مہینہ کبھی ۲۹ کا ہوتا ہے کبھی ۳۰ کا چاند دیکھلو اور روزہ رکھلو۔ اور اسی وجہ سے کہ ہم حساب کتاب کے پابند نہیں کئے گئے روزہ نماز حج وغیرہ سب کا حساب۔ قمری مہینوں پر رکھا ہے شمسی مہینوں پر نہیں کہ اسکے لئے دقیق حساب کتاب کی حاجت تھی۔

(**تنبیہ**) اس جگہ ایک ضروری مسئلہ کا خیال آگیا کہ بہت سے سرکاری ملازم چونکہ انکی تنخواہیں وغیرہ انگریزی مہینوں سے ملتی ہیں اس لئے زکوٰۃ بھی اسی حساب سے ادا کر دیتے ہیں خیال رکھنے کی بات ہے کہ زکوٰۃ میں قمری سال کا اعتبار ہے نہ کہ شمسی کا۔

(ج) پھر یہ کہ ہم لوگوں کی نہ یہ منشا ہے نہ درخواست ہے کہ اردو نہ پڑھائی جائے۔ اردو بہت مفید اور بہت ضروری ہے مگر تعلیم قرآن پاک اس سے زیادہ ضروری ہے۔ اسلئے ہم لوگوں کی درخواست یہ ہے کہ جو صورت بھی ایسی ہو جسمیں تعلیم قرآن پاک کی مضرۃ کا وہم بھی ہو مسلمان کو بحیثیت مسلمان کبھی بھی اسکو گوارا نہ کرنا چاہیئے ہاں آپ حضرات اپنی حسن سعی حسن تدبیر اور اثرات سے ایسی صورت اختیار فرمایئے کہ جسمیں اول قرآن پاک کی تعلیم ہو جایا کرے۔ پھر اختیار ہے کہ اسمیں ہر طرح کی بہبودی ہے اور کچھ

نقصان نہیں لیکن اگر خدانخواستہ تزاحم کی صورت پیدا ہو جائے تو قرآن پاک کی تعلیم کو مقدم فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ القرآن شافع مشفع وماحل مصدق من جعله امامه قاده الی الجنّة ومن جعله خلف ظهره ساقطه الی النار۔ ترجمہ قرآن پاک ایک شفیع ہے جسکی شفاعت مقبول اور ایک دعویدار ہے جسکا دعوی تصدیق کیا جا چکا ہے۔ پس جو شخص اسکو نصب العین بنالے اُسکو جنت میں پہنچا دیتا ہے اور جو شخص اسکو پس پشت ڈالدیتا ہے اُسکو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ لہٰذا میری نہایت ادب و لجاجت سے درخواست ہے، کہ آپ حضرات کوئی صورت ایسی تجویز نہ فرمائیں جسمیں قرآن پاک کو پس پُشت ڈالنا لازم آجائے۔

(۴) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مکتبوں کے میانجی اور مسجدوں کے ملا اپنی روٹیاں سیدھی کرنیکے لئے، اپنا پیٹ پالنے کے لئے چند لڑکوں کو گھیر کر بیٹھ جاتے ہیں اور بچّوں کی عمریں ضایع کرتے ہیں، حرام کی روٹیاں کھاتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ:۔

(الف) کیا سب ہی ایسے ہیں یا ان میں کوئی اللہ کا بندہ اخلاص سے پڑھانیوالا بھی ہے۔ اگر ہے تو پھر کسی ایسے عام قانون کا نفاذ جسمیں سب کو ایک لاٹھی ہانکے جا گیا ہو ظلم صریح نہیں تو اور کیا ہے۔

(ب) کونسا دُنیا کا سلسلہ ایسا ہے کہ جسمیں لوگ پیٹ پالنے کے لئے حقیقی کام کرنیوالوں کی صورت نہیں بناتے۔ کیا تجارت میں دھوکہ دینے والے سچّے تاجروں میں نہاں نہیں۔ کیا خود غرض لیڈر حقیقی راہنماؤں میں ملے جُلے نہیں۔ کیا دلسوز ملازموں میں دفع الوقتی کرنیوالے اور کام کو محض لسانی یا فریب دہی سے خانہ پُری کرنے والے نہیں۔ کیا حقیقی اطبّا میں جاہل عطار شامل نہیں۔ کیا ڈاکٹروں میں بہت سے کمپوڈر

دعویدار نہیں۔ کیا علما میں نیم ملا شامل نہیں۔ کیا مشائخ میں جھوٹے پیر مخلوط نہیں۔ کیا محنتی وکلا میں مفت کا محنتانہ لینے والے نہیں۔ کیا عدالتوں میں مرتشی حکام نہیں۔ غرض کونسا سلسلہ دنیا میں ایسا ہی جسمیں کھرا کھوٹا نہیں؟ پھر کس سلسلہ کو آپ حضرات نے مستقل طور پر بند فرما دیا۔ کس سلسلہ پر قیود عائد کر دیں۔ کس کس جگہ کھرے کھوٹے میں آپنے علامتیں واضح کر دیں؟ ہر عقلمند کہیگا کہ اول جانچ لو، تحقیق کر لو، خود ناواقف ہو تو واقفوں سے مشورہ کر لو۔ یقیناً ایسے ملا کے حوالہ بچوں کو نہ کرو جو وقت ضائع کرتا ہو۔ حیرت ہی کہ کمیٹی کے ممبر میونسپلٹی کے حدود سے کسبیوں کو نہ ہٹا سکیں شراب کی دوکانیں نہ بند کرا سکیں لیکن غریب ملانوں کی حرام کمائی کی ان حضرات کو بڑی فکر ہے کہ وہ حرام کی روٹیاں کھاتے ہیں

(ج) اگر مان لیا جاوے کہ وہ میانجی تعلیم میں کوتاہی کرتے ہیں اور تساہل کرتے ہیں تب بھی اُن کا جرم اُن لوگوں سے یقیناً خفیف ہی جو بچوں سے اس مشغلہ کو چھوڑ اکر کسی دوسرے مشغلہ میں لگاتے ہیں۔ آپ اپنی اسی ایکٹ کی دفعہ ۱۳ و ۱۴ کو ملاحظہ فرما لیجئے کہ اگر والدین بچے کے اسکول بھیجنے میں کوتاہی کریں تو اُس کا جرمانہ ۵؍ تجویز کیا جاتا ہی۔ لیکن اگر کوئی شخص بچے کو اُسوقت میں کسی دوسرے کام میں مشغول کرے تو اُس کا جرمانہ ۲۵؍ روپیہ قرار دیا جاتا ہی۔

(۵) یہ بھی کہا جاتا ہی کہ بہت سے لڑکے کئی کئی سال تک قاعدہ اور سپارہ ہی میں رہتے ہیں۔ اُن کی عمریں ضائع ہوتی ہیں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یقیناً یہ درست ہی۔

(الف) لیکن کیا انگریزی تعلیم اور دنیوی تعلیم میں کسی کی عمر ضائع نہیں ہوتی کیا سینکڑوں بچے ایسے نہیں نکلتے جو اکثر امتحانات میں فیل ہونے کی وجہ سے اُسی

درجہ میں لوٹا دئے جاتے ہیں تو کیا اس اضاعت عمر و وقت کی بدولت آپنے اسکول کو بند کرا دیا۔ یا اُس میں کوئی قید لگا دی۔

(ب) نیز کیا کسی مریض کا علاج یہ ہے کہ اُسکو سنکھیا دیدیا جاوے۔ اگر کوئی بد پرہیزی کی وجہ سے مرض کو بڑھاتا ہے تو خیر خواہی یہ ہے کہ اُسکی نگہداشت کیجاوے یا یہ کہ اُسکا علاج ہی چھوڑا دیا جاوے۔ درحقیقت مکاتب کی کوتاہی سے کسی عقلمند کو انکار نہیں اور اون کی کوتاہیاں قرینِ قیاس بھی ہیں اسلئے کہ جب بڑے بڑے مدارس، کالج، یونیورسٹیاں جنکی ہر قسم کی نگرانی، نگہداشت، خبرگیری، امتحانات، انعامات، ترقیات، تنزلات سب کچھ ہوتا ہے پھر وہ آئے دن خامیوں اور کوتاہیوں کا شکار ہوتی رہتی ہیں اور اُن میں نقص پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ تو پھر ان مکاتب میں جو کچھ ہو وہ تھوڑا ہے اور قرینِ قیاس۔ اور ان سب امور کا لحاظ کرتے ہوئے اگر کوئی غیر متعصب نگاہ سے دیکھے تو یقین کرلے کہ ان امور کے مقابلہ میں اور اس کس مپرسی کی حالت میں اللہ جل شانہ کا بڑا انعام اور قرآن پاک کی بڑی کرامت اور بڑا معجزہ ہے کہ ایسی حالت میں ان مکاتب کی بدحالی جسقدر ہونی چاہیئے تھی اوسکے لحاظ سے کچھ بھی نہیں۔

اس کے باوجود میری درخواست ہے کہ ضرور اُن کی نگرانی کیجائے، اصلاح کیجائے، مینوسپلٹی کے ممبر اپنے دس دس بارہ بارہ مکاتیب کی آنریری نگہداشت کرتے ہیں کیا ان حضرات کے پاس اتنا وقت نہیں کہ ان مکاتب دنیویہ کے ساتھ پانچ دینی مکاتب کو بھی ملاحظہ فرما لیا کریں، اُن کی کوتاہیوں کو پورا فرما دیا کریں۔ اپنی ممبری کے زمانہ میں جو یقینی طور پر صرف تین سال ہے اور ایک خیالی اعزازی

آپ حضرات کتنے انہماک سے بورڈ کے جلسوں میں شرکت فرماتے ہیں، کتنے ضروری مشاغل اپنے ہٹا دیتے ہیں لیکن کسی دینی اجلاس میں بھی آپ کی شرکت اسی اہمیت کے ساتھ ہوتی ہے؟ آپ اتنی تندہی سے اسمیں منہمک ہوتے ہیں حالانکہ وہ اعزاز دائمی اعزاز ہے تین برس نہیں اور چند سالہ زندگی کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ایک ایسے ممتد زمانہ کی عزت ہے جسکی کبھی بھی انتہا نہیں لیکن آپ اُس کے لئے کتنی قربانی کرتے ہیں اپنا عزیز وقت کتنا خرچ فرماتے ہیں آپ خود ہی اس کا فیصلہ کر لیجیے۔

(ج) اگر بالفرض آپکے پاس اتنا وقت نہیں کہ آپ اُسمیں کچھہ بھی خرچ فرما سکیں تو اُس مکتب کے قابلِ اعتماد محلہ داروں کو اور اس جگہ کے سربرآوردہ حضرات کو اُس کی نگرانی کا ذمہ دار بنا دیجیے۔ ہم لوگ یہ ہرگز نہیں چاہتے کہ قرآن پاک کی تعلیم کے نام سے بچّوں کو چھوڑ دیا جائے۔ یہ ضرور چاہتے ہیں کہ جسقدر انہماک، فکر، تدابیر سے آپ دُنیوی ترقیات کے لئے چار پیسہ کے لئے دُنیوی اقوام کے مقابلہ کیلئے کام کرتے ہیں اُس سے زیادہ اور کہیں زیادہ حقیقی ترقی کیلئے، دینی ترقی کیلئے کلام پاک کی اشاعت کے لئے کام کریں کہ وہ آپکے لئے کار آمد ہے۔ جتنے بچّے آپکی مساعی جمیلہ سے قرآن پاک کو حاصل کرلیں گے آپکے لئے ذخیرہ ہے۔ خزانہ ہے۔ خواہ وہ بچّے چاہیں یا نہ چاہیں لیکن جسقدر دُنیوی ترقیات وہ آپ کے مساعی سے حاصل کرینگے وہ آپ کے لئے نہ دنیا میں کارآمد نہ دین میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔ خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

ترجمہ۔ تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جو قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرے اور ذریعہ تعلیم بنے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن عرش کے نیچے تین چیزیں مطالبہ کرنے والی ہونگی۔ ایک قرآن پاک جسکا مطالبہ لوگوں سے یہ ہوگا کہ تم نے میری کیا

رعایت کی - اس جگہ ان احادیث کا جمع کرنا مقصود نہیں - اگر قرآن پاک کی بہت سے آپ حضرات ابھی تک واقف نہیں تو **چہل حدیث** متعلقہ فضائل قرآن جو عرصہ سے شائع ہو چکی ہے ایک نظر اسکو ضرور ملاحظہ فرمالیجئے - مجھپر بھی کرم ہوگا - اسمیں خاص طور سے چند احادیث اس نوع کی جمع کی گئی ہیں -

(۶) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہندو تعلیم میں بڑھے جاتے ہیں اور مسلمان پیچھے رہے جاتے ہیں - ہندوؤں کے مقابلہ کی وجہ سے بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں پر اردو تعلیم ضروری کر دی جائے -

(الف) سچ ہے کہ ہندو نہ صرف تعلیم میں بلکہ دولت، ثروت، تجارت، تنظیم سب چیزوں میں بڑھتے جا رہے ہیں مگر اس کا مقتضا بھی یہ نہیں کہ مسلمان پرائے شگونوں اپنی ناک کٹالیں، انکے تقابل کی خاطر اپنی مذہبی کتاب اسلامی کتاب آسمانی کتاب کو خیر باد کہدیں - ہنود کے ساتھ سب سے بڑی چیز جس کے مقابلہ کی ضرورت ہے، وہ تمول ہے مسلمانوں نے ان کی وجہ سے اپنے کونسے خرچ کو کم کر دیا - نکاح، شادی، تقریبات میں جسقدر سودی روپیہ لیکر اپنے کو برباد کیا جاتا ہے اسکا کیا نظم کیا گیا - دنیا کا تجربہ شاہد ہے کہ متمول جاہل باوقعت ہے اُس کی آواز قابلِ قبول ہے - غریب تعلیم یافتہ اگرچہ علامۂ وقت ہو اور ایم - اے کی ڈگری بھی حاصل کئے ہوئے ہو کس مپرسی کا شکار رہتا ہے -

(ب) نیز مقابلہ کے لئے بھی ضرورت ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت صرف تعلیم قرآن شریف میں مشغول ہو اسلئے کہ مقابلہ کے لحاظ سے یہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسمیں نہ صرف ہنود آج مسلمان دنیا کے اقوام کو، ہنود و نصاریٰ، پارسی و سکھ ہر قوم کو ببانگ دہل چیلنج دے سکتا ہے کہ اگر تم اپنی مذہبی کتاب کو قابلِ وقعت و حرمت اور قابلِ حفاظت سمجھتے ہو تو سامنے آؤ اور حفاظ قرآن سے مقابلہ کرو - **کتب خانہ یحیوی سہارنپور سے مل سکتی ہے**

سنیچر محمد یحییٰ سہارنپوری کتب خانہ یحیوی

(ج) ہر شخص کا مقابلہ اور تفاخر اُسکی حیثیت سے ہوتا ہے اگر ناسمجھ بچہ اس سے تفاخر کرتا ہے کہ اُسکی ٹوپی پر گوٹہ لگا ہوا ہے تو یقیناً یہ بات کسی بڑے آدمی کے لئے تفاخر کی نہیں ہے اسلامی تعلیم مکمل تعلیم ہے، آسمانی تعلیم ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقابل تغیر تعلیم نے اُمت کو ایک ایک چیز کی تعلیم ارشاد فرمادی ہے۔ حضور کا ارشاد ہے :- ان لکل شیٔ شرفاً یتباھون بہ وان بھاءِ امتی وشرفھا القرآن - ترجمہ ہر چیز کے لئے کوئی شرافت ہوتی ہے جس سے لوگ تفاخر کرتے ہیں۔ میری اُمت کے لئے تفاخر کی چیز قرآن پاک ہے۔

(د) دنیا میں حق تعالیٰ شانہ نے ہر چیز کے لئے اسباب مرتب فرمائے اور اسباب میں بھی یہ ضروری نہیں کہ جو چیز کسی شی کیلئے سبب ہو وہ اوروں کے لئے بھی سبب ہو۔ بارش نہایت مفید اور کارآمد مگر خربوزہ کے لئے مضر ہے۔ دھوپ باغ کے لئے نہایت اشد ضروری مگر بہت سی پھلواریوں کے لئے سخت مضر ہے۔ مسلمان کی ترقی کا راز صرف اہتمام دین میں منحصر ہے اور سلف عمل کر کے دکھلا گئے ہیں۔ اور دوست دشمن سب کو دارین کی ترقی کا معترف بنا گئے ہیں۔ اسلئے مسلمان بغیر مذہب کبھی بھی ترقی نہیں کرسکتا۔ نہ کسی سے مقابلہ میں فائق ہوسکتا ہے۔ اسلئے کہ دین کی مدد کی صورت میں اللہ کی مدد کا وعدہ ہے اور اللہ جسکی مدد کرے اس کا مقابلہ کون کرسکتا ہے۔ ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ - الآیۃ -

(ھ) ہر دانشمند کے نزدیک ترقی اور مقابلہ وہی ہے جو دیرپا ہو اگر آج اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر کوئی شخص کسی سے پیچھے رہجائے لیکن ریل سے اوترنے پر پہلے سوار ہونے والے کے لئے جیل خانہ متعین اور اس بعد میں سوار ہونے والے کے لئے سلطنت تجویز ہے تو کوئی

بھی بیوقوف سے بے وقوف نہیں کہہ سکتا ہے کہ یہ مقابلہ میں اُس سے پیچھے رہگیا اسلئے کہ ریل میں اُسکے ساتھ سوار نہ ہو سکا۔ مسلمان اگر وہ مسلمان ہے تو اُس کے لئے جتنی بھی سعی ممکن ہو سکے دین کے اہتمام میں خرچ کرنا لابدی ہے۔ اُس کیساتھ دنیاوی ترقی حاصل ہو جائے فبہا۔ نہ حاصل ہو تو نقصان کیا۔ تعجب کی بات ہے کہ جن چیزوں میں کفار کا تفوق مسلم امر ہے انمیں مسلمان مقابلہ کی خواہش کریں تو بیفائدہ تکان کے سوا کیا ہو سکتا ہے۔

حضرت عمرؓ ایک مرتبہ خدمتِ اطہر میں حاضر ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر بغیر کوئی اور چیز اوپر بچھائے ہوئے لیٹے ہوئے تھے اور بوریے کے نشانات پاک بدن پر ظاہر ہو رہے تھے۔ ایک چمڑے کا تکیہ جس کا بھراؤ کھجور کی چھال کا تھا سر ہانے رکھا تھا۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اللہ سے دعا کیجئے کہ آپکی اُمت پر بھی وسعت ہو جائے جیسا کہ فارس و روم پر وسعت ہے۔ حالانکہ وہ کافر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جوش میں بیٹھ گئے۔ اور ارشاد فرمایا کہ "اے عمر کیا تم ابتک انہیں باتوں میں پڑے ہوئے ہو اُن لوگوں کی بھلائیوں کا بدلہ دنیا ہی میں ملگیا"۔ ایک روایت میں ہے کہ کیا تم اسپر راضی نہیں ہوئے کہ اُن کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت"۔

(**تنبیہ**) بہت سے لوگوں کو اکثر ایک اشکال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان ہر طرح سے بدحالی کا شکار ہیں اور کافر نعمتوں میں بڑھتے جاتے ہیں اُسکی وجہ بھی ظاہر ہو گئی کہ ہر شخص کافر یا مسلم کوئی نہ کوئی نیک کام صدقہ، احسان کرتا ہی رہتا ہے کفار کے لئے ان چیزوں کے بدلے دُنیا ہی میں ملجاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کیلئے اُن کے نیک اعمال ذخیرۂ آخرت ہیں۔ البتہ بُرائیوں کی سزا بسا اوقات دنیا میں بھی ملجاتی ہے ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر۔

(۷) کہا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں دو طرح کے اسکول کھولے جائیں گے ایک مشترکہ جنہیں کسی قسم کی مذہبی تعلیم نہیں ہوگی - دوسرے اسلامیہ اسکول ہوں گے جنہیں قرآن پاک کی تعلیم بھی ہوگی -

(الف) لیکن ان میں قرآن شریف کا کتنا وقت ہوگا ؟ ۴۰ منٹ کسی کی سمجھ کام دے سکتی ہے کہ جو چیز سب سے زیادہ اہم اور اولین تعلیم کی سزاوار ہو اُسکے لئے ایک نو عمر بچے کو ۴۰ منٹ کس طرح کافی ہوں گے -

(ب) جہاں تک مجھے اسلامیہ سکولوں کے حالات کا علم ہوا ہے یہ ہے (خدا کرے غلط ہو) کہ انہیں کلام پاک کی تعلیم سے صریح لاپرواہی کا ثبوت ملتا ہے - بچہ اگر کسی ایک فن میں بھی فیل ہو جائے تو اُس کی سال بھر کی تعلیم کالعدم کرکے اعادہ کرا دیا جاتا ہے لیکن اگر مذہبی تعلیم میں فیل ہو جائے تو اُسپر کوئی اثر نہیں پڑتا - اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس سے زیادہ مذہبی تعلیم کی طرف سے بے التفاتی اور لاپرواہی کا اظہار اور کس صورت سے ہو سکتا ہے

(ج) یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں اسلامی اسکول یا اُسکی شاخیں ہوتی ہیں اُن میں سے شاید ہی کبھی کوئی بچہ حافظ قرآن ہوا ہو -

(د) پھر یہ ۴۰ منٹ جو پرائمری اسلامی اسکولوں میں قرار دئے جاتے ہیں یہ بھی لازمی اور جبری نہیں بلکہ ہر لغو سے لغو چیز پر جبر ہو گا - مگر قرآن پاک کی تعلیم پر نہیں - یہ بھی سُنا گیا ہے کہ کھیل میں بچہ غیر حاضر ہو تو جرمانہ ہے لیکن نمازمیں غیر حاضر ہو تو کون پوچھے اور کس دفعہ کی رو سے پوچھے -

(ھ) کس قدر حیرت کی بات ہے کہ اس سلسلہ میں جو سکول مشترکہ کہلاتے ہیں اون کا ذکر نہیں جو خالص اسلامی کہلاتے ہیں اُن میں بھی قرآن شریف کی تعلیم جبری نہیں اس کی

وجہ اس کے سوا کیا کہی جا سکتی ہے کہ قرآن پاک کی تعلیم ان روشن خیال حضرات کی نگاہ میں تعلیم ہی نہیں ۔ اسمیں کیا مانع ہے کہ ان خالص اسلامی سکولوں میں کم ازکم ناظرہ قرآن شریف کو داخل نصاب کر کے پوری تعلیم کے ساتھ چند چند پارہ ہر سال میں رکھے جائیں اور اُس کے امتحانات اردو تعلیم سے زیادہ اہم نہ ہوں تو کم ازکم برابر تو ہوں ۔

(۸) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اردو تعلیم سے مسلمان اپنے دین سے خوب واقفیت حاصل کر سکتے ہیں ہر قسم کی کتب و رسائل دیکھ سکتے ہیں ۔ صرف قرآن شریف پڑھنے سے وہ دین سے واقف نہیں ہوتے ہیں ۔ حتیٰ کہ نماز کے مسائل سے بھی واقف نہیں ہوتے ۔

(الف) صحیح ہے اور بالکل درست ۔ مگر اس کا حل یہ ہے کہ قرآن شریف سے فراغت پر اسکو مسائل کی کتب پڑھائی جائیں دینی رسائل پڑھائے جائیں نہ یہ کہ انڈے مرغی کی دلچسپ حکایات میں اُنکی ابتدائی عمر ضائع کی جائے اور قرآن شریف سے محروم رکھا جائے ۔

(ب) دینی حیثیت سے صرف دعویٰ نہیں دُنیا نے دیکھ لیا اور تجربہ کر لیا کہ فتنۂ ارتداد کا زور اُن جگہوں میں کس شدومد سے ہوا ہے جہاں مکاتب قرآنی نہیں تھے اسی وجہ سے ہر نوع کی مختلف مجالس اور انجمنوں نے تجربہ کے بعد اسکو ضروری قرار دیا کہ وہاں قرآنی مکاتب جاری کئے جاویں حالانکہ اُن مرتدین میں بہت سے اردو خواں بھی تھے ۔

(ج) اسکے علاوہ ہر سکول اور ہر جگہ پر دو آدمیوں کو لیجئے ایک وہ جو صرف قرآن شریف پڑھا ہوا ہو اور ایک حرف اردو کا نہ جانتا ہو ۔ دوسرا وہ شخص جو اردو مڈل پاس کئے ہوئے ہو اور قرآن شریف بالکل نہ پڑھا ہو پھر دونوں کی دینی حالت کا غور سے آپ ہی ملاحظہ فرما لیجئے ۔ میں تو بارہا اسکو غور سے جانچ چکا ہوں ۔

(د) دنیا کا اتفاق ہے کہ بچپن میں جس ماحول میں بچّہ رہتا ہے وہ طبیعت ثانیہ بنجاتی ہے اوسوقت جو خیالات، اخلاق، عادات ذہن نشین ہو جاتے ہیں ان کا نکالنا مشکل ہے اب اسکی بعد آپ اس نئی پود کی دینی حالت کا خود ہی اندازہ فرمالیجیے کہ بورڈ کے مدارس مشترکہ میں تو یہ بھی قید نہیں ہو سکتی کہ مدرس مسلمان ہی ہوگا - دہریہ، عیسائی، آریہ وغیرہ ہر عقیدہ کا ہو سکتا ہے - خالص اسلامی سکولوں میں بھی مدرس کے عقائد، اُسکے اخلاق، اُس کے عام حالات کی تحدید ناممکن۔ بخلاف دینی مدرسہ کے جب کوئی شخص اپنے بچّہ کو کسی مدرسہ یا مکتب میں بھیجتا ہے وہاں کے عام حالات اخلاق وغیرہ کی پہلے پڑتال کرتا ہے - اور اسی وجہ بہتسے لوگ اپنے بچّوں کو دور دور بھیجتے ہیں -

(۹) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قرآن شریف بے سمجھے پڑھنا فضول و بیکار ہے اردو کا نفس پڑھنے کے بعد ترجمہ سمجھ میں آسکتا ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے :-

(الف) کہ اول تو کلام پاک کی تلاوت ترجمہ پر موقوف نہیں اصل معنی کا سمجھنا وہ ہے جو تمام متعلقات قرآنی کے پڑھنے کے بعد ہو وہ صرف اردو پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا -

(ب) دوسرے قرآن پاک کے الفاظ کا پڑھنا مستقل عبادت ہے، اگرچہ معنی سمجھ میں نہ آئیں سینکڑوں احادیث اور اجماع اُمت اسکی دلیل ہے -

(ج) قرآن مجید کے الفاظ کا محفوظ رکھنا اہم ضروری چیز ہے جسکے رفتہ رفتہ چھوٹ جانے کا احتمال یقینی ہے جس سے انکار ناممکن -

(ھ) اس سب کے بعد پھر ہی تجربہ ہی جسکو میں جناب ہی کے حوالہ کرتا ہوں کہ کتنے روشن خیال تعلیم یافتہ ہیں جو ترجمہ پر قادر ہونے کے بعد ترجمہ سے کلام مجید پڑھتے ہیں

پڑھ سکنا امرِ آخر ہے۔ پڑھنے کو بھی دیکھ لیجئے اور اس امکان کے وقوع پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے۔

(۹) جو لوگ اس طرح قرآن پاک کو پڑھتے ہیں اُن کے خیالات میں ایک آزادی کا مضمون آجانے سے قرآن پاک کے ہر معنی اور مفہوم کی طرف سے سینکڑوں اشکالات ہزاروں خلجانات پیدا ہو جاتے ہیں جس سے رفتہ رفتہ اُن کے اسلام میں خطرات پیدا ہو جاتے ہیں اسلئے نہایت ضروری ہی کہ اول قرآن پاک ایسی حالت میں پڑھا دیا جائے کہ بچے کے دل میں قرآن پاک سما جائے۔ اور ادب و احترام اسکی طبیعت بنجائے۔ پھر ترجمہ سے پڑھ سکے فبہا ورنہ کچھ مضائقہ نہیں۔

(۱۰) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بچپن میں بغیر معنی سمجھے قرآن شریف حفظ یا ناظرہ پڑھنے سے بچے کی طبیعت پر زور پڑتا ہی اور دماغ پر اثر ہوتا ہی۔

(الف) یہ حقیقۃً دھوکہ ہی۔ صورت حال برعکس ہی کہ بچپن میں حافظہ قوی ہوتا ہی اور سمجھ ضعیف اوسوقت میں سمجھ والی تعلیم کا پڑھانا زیادہ صعوبت کا سبب ہے، صرف رٹانا سہل ہی۔ یہ ہی وجہ ہی کہ جو لڑکے بچپن میں حفظ کر لیتے ہیں بسہولت یاد ہونے کے علاوہ وہ زیادہ محفوظ رہتا ہی۔ یہی وجہ ہے کہ بچپن میں جو امور دل پر جم جاتے ہیں وہ ہمیشہ نقش کالحجر رہتے ہیں اسلئے اس قیمتی وقت کی نہایت ہی قدر کرنا چاہیئے۔ اور اُسے کسی ایسی کام میں خرچ کرنا اشد ضروری ہی جو ہمیشہ ہمیشہ نہ صرف دُنیا میں بلکہ آخرت میں بھی کام آنے والا ہی۔ نہ یہ کہ اُسکو ایسی چیز میں خرچ کیا جاوی جو عنقریب اوسکے لیے بیکار ہو جائے گی اسلئے کہ جب وہ ترقی کر کے چوتھی پانچویں جماعت میں جاوے گا تو پہلی دوسری جماعت کی تعلیم اُس کے لئے ذرا بھی کارآمد نہیں۔ مگر عمر بارہ ہمیشہ

اُسی طرح کار آمد بلکہ اُس سے زاید کار آمد ہے جتنا کہ وہ ابتدائی تعلیم کے وقت تھا۔ یہ بدیہیات ہیں جن سے انکار بدون تعصب ممکن نہیں۔

(ب) مسلمات سے ہے کہ ہر کلام میں متکلم کا اثر ضرور ہوتا ہے اسلئے بھی ضروری ہے کہ مسلم بچہ کو ہوش سنبھالنے کے ساتھ ہی کلام الٰہی میں لگا دیا جائے کہ اُسکی قابل کاشت زمین میں یہ قیمتی بیج بو یا جائے اور توحیدِ الٰہی کے ثمرات ہمیشہ کے لئے اسکی طبیعت میں راسخ ہو جائیں۔

(ج) اسکے بالمقابل جو پرائمری تعلیم میں اُسکو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اُن میں سے بعض ایسی ہوتی ہیں جو مسلموں کی تصنیف بھی نہیں ہوتی ہے چہ جائیکہ متقی لوگوں کی

(د) لڑکپن میں جسقدر ضرورت بچّہ کی نگرانی کی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ کسی اسکول یا مدرسہ میں خواہ عربی اور خالص دینی کیوں نہ ہو ہر بچّہ کی نگرانی ناممکن ہے۔ یہ صورت جب ہی ممکن ہے کہ بچّوں کے مربّی اپنی نگرانی میں اپنے سامنے تعلیم دلائیں۔ میں مانتا ہوں کہ ہر بچّہ کے والدین اسکو نہیں کرسکتے ہیں لیکن جو لوگ اسپر قادر ہیں اور اسکو انجام دیسکتے ہیں کم از کم اُن کو تو مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے نورِ نظر کو نگاہ سے دور کر کے شروع سے ہی آزاد لڑکوں کی صحبت میں پھینکدیں۔ ایسے امور پر مجبور کرنا ظلم نہیں تو اور کیا ہے اور اُسکی ذمّہ داری شرعًا اور اخلاقًا کس کے ذمہ ہے۔

(۱۱) بعض مدبّروں کی رائے ہے کہ تحریکِ آزادی کے لئے موجودہ فضا کے لحاظ سے جبریہ تعلیم مفید ہے۔

(الف) اسکی مصلحت باوجود غور کے نہ سمجھ میں آئی اور نہ اُمید کہ آیندہ سمجھ میں آئے

(ب) البتہ اتنا جانتا ہوں کہ ابھی چندروز ہوئے جبکہ اسکولوں کا بائیکاٹ کیا

جارہا تھا اُسوقت ہر وہ مدرسہ یا اسکول جسمیں سرکاری امداد تھی وہ تحریک آزادی کے لئے مضر تھا غلامانہ ذہنیت سکھانیوالا تھا اور بہت کچھ مضار اسمیں تھے - اسی بنا پر وہ انگریزی سکول قائم کئے گئے جنمیں سرکاری امداد نہ ہو سکین اسوقت وہی ذریعۂ آزادی کہا جاتا ہی -

(ج) اس کے ساتھ ہی جہانتک دیکھا جاتا ہی تحریک کے لئے بڑی قیمتی چیز بات کا ماننا اور لیڈروں یا علما کی تجویز پر اڑ جانا ہی وہ جسقدر جہلا میں پایا جاتا ہی تعلیم یافتہ طبقہ میں اسکا عشر عشیر بھی نہیں - جہاں خلاف کی آواز اُٹھے گی وہ کسی تعلیم یافتہ شخص ہی کی طرف سے ہوگی اس کا تجربہ دن رات ہوتا ہے -

(د) اس سب کے علاوہ سیاسی جماعتوں میں سب سے زیادہ قابلِ اعتماد جماعت جمعیۃ العلما کے اکابر مستقل جلسہ میں اس کے متعلق واضح اعلان کر چکے ہیں جسکی عام اشاعت اخبارات اشتہارات سے ہو چکی ہی - ایک پوسٹر کی عبارت آپکے ملاحظہ کیلئے نقل کرتا ہوں :-

"تمام مسلمانوں پر مذہبی احکام کی پابندی لازم ہی - مذہبی قرآنی تعلیم کے متعلق دہلی میں مشاہیر علما کا متفقہ فیصلہ"

"۲۷ ستمبر ۱۹۲۹ء کو انجمن خادم القرآن کا اجلاس زیر صدارت حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند شاہی جامع مسجد دہلی میں منعقد ہوا جسمیں شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مہاجر مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند و جانشین حضرت شیخ الہند رح و حضرت مولانا الحاج الحافظ عبد اللطیف صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور و جانشین حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رح و .... محمد زکریا .... و مولانا سلطان محمود

صاحب صدر مدرس مدرسہ عالیہ فتحپوری و مناظر اسلام مولانا اسعد اللہ صاحب مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور و مولانا قاری محمد مظہر اللہ صاحب امام مسجد فتحپوری و جناب مولانا محمد طاہر حسن صاحب امام شاہی عیدگاہ دہلی۔ و مولانا سید حمید احمد صاحب امام شاہی جامع مسجد دہلی و مولانا صوفی محمد شفیع صاحب وارثی و مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی و مولانا محمد فاروق صاحب مشہور مناظر اسلام دہلی و مولانا حافظ احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند دہلی و مولانا مظہر الدین صاحب ایڈیٹر اخبار الامان دہلی وغیرہ وغیرہ مشاہیر و اکابر علما کا بے نظیر شاندار اجتماع ہوا۔ اس اجلاس میں مذہبی قرآنی تعلیم کے متعلق متفقہ طور پر جو تجاویز منظور ہوئیں اُنکو ہم بغرض اطلاع عامہ مسلمین بجنسہ شائع کرتے ہیں۔"

مذہبی قرآنی تعلیم میں مداخلت کے خلاف صدائے احتجاج

"مسلمانان دہلی کا یہ عظیم الشان جلسہ میونسپل کمیٹی دہلی اور اسکی تعلیمی سب کمیٹی کے اس طرز عمل کے خلاف پُرزور صدائے احتجاج بلند کرتا ہے کہ اُسنے (۱) قرآن مجید حفظ و ناظرہ خواں بچوں کو قرآن مجید کے مکتبوں سے جبراً چھین لیا (۲) اور قرآن مجید پڑھنے والے بچوں کے سرپرستوں کے خلاف مقدمات فوجداری قائم کرائے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم میں مشغول ہونیکی وجہ سے ابتدائی جبری تعلیم کے سکولوں میں نہیں بھیج سکے (۳) اور یہ کہ کمیٹی نے مدارس قرآنی کے معلموں کو اس مضمون کے نوٹس دئے کہ وہ ان مدارس کو بند کر کے لڑکوں کو جبری تعلیم کے سکولوں میں بھیجدیں ورنہ فوجداری سپرد کر دئے جائینگے۔ حالانکہ جبری تعلیم کی ایکٹ میں کمیٹی کو اس قسم کے نوٹس دینے کا کوئی حق نہیں دیا گیا ہے۔ (۴) اور یہ کہ جبری تعلیم کی ایکٹ میں بچوں کیلئے جبری تعلیم میں شامل ہونیکی مذہبی وجوہات کی بنا پر اجازت موجود ہونیکے باوجود کمیٹی نے قرآن مجید کی تعلیم کو کوئی وقعت نہ دی۔ اور قرآن مجید کے مدرسوں کو برباد کر دیا۔"

"یہ جلسہ اس حقیقت کا اعلان کر دینا چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید کی تعلیم ہر مسلمان کے ذمہ لازمی ہے اور دہلی کے جسقدر مسلمان بچے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اُن کی تعداد اُن آوارہ بچوں کے لحاظ سے جو کسی قسم کی تعلیم حاصل نہیں کرتے بہت کم ہے جلسہ کو اسپر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ جو بچے آوارہ ہوں اور کسی قسم کی تعلیم حاصل نہ کرتے ہوں اُن کو جبراً اسکولوں میں داخل کیا جائے۔ جلسہ کا منشا صرف یہ ہے کہ جو بچے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اُنکو مذہبی بنا پر جبریہ تعلیم کے سکولوں سے قطعاً مستثنیٰ کر دیا جائے حفظ و ناظرہ کا فرق نہ کیا جائے۔ نیز جلسہ کو اسپر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے کہ کمیٹی اسکا مناسب طریقہ سے اطمینان کر لیا کرے کہ آیا بچہ کسی مکتب میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کر رہا ہے یا نہیں"

"مسلمان قرآن مجید کی تعلیم سے کسی صورت میں بھی دست بردار نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن مجید ہی کی تعلیم اور قرآن مجید کی ساتھ مسلمانوں کا تعلق ہی اُنکی دینی نجات اور بقائے مذہب کا کفیل ہے یہ جلسہ مسلم میونسپل کمشنروں سے استدعا کرتا ہے کہ معاملہ کی نزاکت کو اچھی طرح سمجھکر عامۂ مسلمین کے مذہبی جذبات کی صحیح ترجمانی کریں اور قرآن مجید کی تعلیم کو مستثنےٰ کرانیکی پوری کوشش کریں۔ ورنہ مسلمان مجبور ہوں گے کہ وہ مدافعت کا کوئی قوی اور مؤثر ذریعہ اختیار کریں۔"

المشتہر (مولانا) محمد الیاس صدر انجمن خادم القرآن بازار بلیماران دھلی۔

(و ناظم مدرسہ کاشف العلوم درگاہ سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ دہلی)

(۱۲) یہ بھی کہدیا جاتا ہے کہ جبریہ تعلیم کو نہ قرآن شریف سے مزاحمت ہے نہ اُس سے کوئی خلاف یہ ملّائے عوام کو بھڑکانے کے لئے اس قسم کا پروپیگنڈا پھیلاتے ہیں۔

اسکے متعلق بہت سی بڑی وہ واقعات جنکے سُننے سے بھی اسلامی قلوب زخمی ہوتے ہیں شاہد عدل ہیں۔ وہ زبانوں پر نہیں بلکہ تاریخ کے کاغذات پر آچکے ہیں۔ میرا قلم اور مجروح دل

اُن سب کو بالتفصیل نقل کرنے سے عاجز ہی اس لئے سب کو چھوڑ کر مثال کے طور پر ایک اشتہار کی
چند سطور نقل کرتا ہوں۔ ابو القاسم صاحب دلاوری مدیر روزنامہ "البیان" بازار بلیماران دہلی
ایک اشتہار میں جسکی سرخی "**اسلام خطرے میں**" ہے ایک طویل مضمون استفتائے
از علمائے اسلام لکھتے ہیں جسکی چند ابتدائی سطریں حسب ذیل ہیں:-

"دہلی میں کچھ دنوں سے جبری تعلیم کا قانون نافذ ہی۔ اس قانون کی رو سے چھ سال سے
لیکر گیارہ سال تک کے تمام بچوں کو اردو کے پرائمری سکولوں میں جبراً داخل کیا جا رہا ہے،
اور گو اس قانون کا منشا یہ ہی کہ آوارہ گرد لڑکوں کو نعمتِ تعلیم سے سرفراز کیا جائے
لیکن خود غرض، دینی تعلیم سے ناواقف ممبران کے غلط عمل سے انتہا یہ ہی کہ اسکی آڑ میں
قرآن خوان بچوں کو بھی تعلیم قرآن سے جبراً علیحدہ کر کے اُن پرائمری اسکولوں میں داخل کیا جا
رہا ہی جہاں قرآن خوانی اور مذہبی تعلیم کا کوئی انتظام نہیں اور جن بچوں کے سرپرست بچوں کو قرآن
چھڑا کر اُنکو پرائمری اسکولوں میں بھیجنے سے اجتناب کرتے ہیں اُن کے خلاف میونسپل کمیٹی کی
طرف سے فوجداری مقدمات دائر کئے جاتے ہیں۔ شہر دہلی میں قرآن پاک کی تعلیم کے ساٹھ بڑے
بڑے مکتب تھے جنمیں دوہزار چھ سو بچے تعلیم پاتے تھے لیکن میونسپل کمیٹی کے مسلمان ممبروں
کی دارو گیر اور ظلم و بیداد کا نتیجہ یہ نکلا ہی کہ دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء تک ساٹھ میں سے بیس مکتب
جنمیں ایکہزار اٹھاون بچے قرآن پڑھ رہی تھے ٹوٹ چکے تھے اور اب باقی ماندہ مکاتب کے
خلاف دستِ تعدّی دراز کیا جا رہا ہی جس رفتار سے قرآن پاک کے معلمین کو ایک ماہ کا میعادی
نوٹس دیکر اُنکی مذہبی درسگاہوں کو بجبر بند کیا جا رہا ہی اس سے اندازہ لگایا گیا ہی کہ نہ صرف دہلی
بلکہ اگر انسداد نہ ہوا تو ہندوستان سے کچھ تھوڑی ہی دنوں کے اندر قرآن پاک کی تعلیم بالکل
اُٹھ جائیگی۔ اور مسلمانوں کی آیندہ نسلیں اسلام اور تعلیم اسلام سے یکسر بے بہرہ ہو جائینگی۔

ظاہر ہے کہ دورِ الحاد و تفریح میں ملک کے اندر دینِ حنیف اور اُسکی متابعت کا جسقدر بھی سدِّ رمق باقی ہی وہ مذہبی تعلیم کی بدولت ہی۔ اگر دینی تعلیم ہی معدوم ہوگئی تو (خدانخواستہ) اسلام کا قیام و بقا خطرے میں پڑ جائیگا۔ ،، انتہی

یہ وہ دہلی ہی جو علمِ دین کے لحاظ سے بھی مرکزیت کی حقدار تھی۔ اور ایک عرصہ تک بیت العلم اور دار العمارہ چکی ہی۔ یہ وہی دہلی ہی کہ جو دینداری کے لحاظ سے آجتک بھی ممتاز شہروں میں شمار کیجاتی تھی مگر آج اُس میں کمسن بچوں اور اُن کے والیوں پر اسلئے مقدمے چلائے جارہے ہیں کہ وہ پرائمری تعلیم کا نام سُنتے ہی قرآن پاک کو کیوں نہ چھوڑ بیٹھے۔

اور جبکہ دینداری میں فائق شہر کا یہ حال ہی تو پھر اُن اضلاع کا کیا ذکر ہے جہاں دین کی نہریں پہلے ہی خشک ہو چکی ہیں۔

(۱۳) یہ بھی ناواقف لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کسی خاص جگہ کے ممبروں کو اسمیں کسی قسم کے تغیر کا کیا حق ہی جو احکام اوپر سے پہونچتے ہیں اونکی تعمیل اُن کا فرض ہی۔ اسکی متعلق یہ عرض ہے

(الف) کہ اول تو کسی خاص جماعت یا خاص ممبر سے میری درخواست نہیں۔ آپ حضرات اگر خود کچھہ نہیں کرسکتے ہیں اور عاجز محض ہیں تو اپنے سے اوپر والوں کو متوجہ فرماسکتے ہیں اور کم از کم اسکی سعی تو ہر شخص کا فریضہ ہی۔

(ب) نیز میری یہ درخواست مینوسپلٹی کے ممبروں کیساتھہ مخصوص نہیں کونسل و اسمبلی کے ممبرانِ سے بھی یہی درخواست ہے کہ خدارا اپنی نظرِ ترقی کو دُنیا ہی کیساتھہ مخصوص فرمائیں کہ مسلمان کے لئے حقیقی ترقی آخرت کی ہی۔ مسلمان دنیا میں کانہ غریب او عابر سبیل ایک پردیسی یا رہگیر مسافر ہے حقیقی قیامگاہ کی ترقی اس خوابِ شبینہ کی ترقی سے مقدم ہی۔

(ج) اگر اپنے سے اوپر والوں کے احکام کی پابندی انکو اتنی ہی لازمی ہی تو پھر ملأ اعلیٰ کے احکامات کی

پاسداری بھی اسی درجہ ہونا لازمی ہے کہ اُس احکم الحاکمین کے احکام آپ سے بہت زیادہ مؤکد اور قابل احترام ہیں کہ دنیا کی کوئی ترقی اسکی مرضی بغیر ناممکن ہے اور اسکی عطا کے بعد اسباب خود بخود پیدا ہوجاتے ہیں۔ لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت حضور کا ارشاد ہے کہ "جسکو یا اللہ تو عطا فرمانا چاہے اُسکو کوئی روکنے والا نہیں اور جسکو تو روکنا چاہے اُسکو کوئی عطا کرنیوالا نہیں"۔ خود حق سبحانہ وتقدس کا ارشاد ہے قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علی کل شیء قدیر۔ (آپ یوں کہیے "کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے آپ ملک جسکو چاہے دیدیتے ہیں اور جس سے چاہے ملک لیلیتے ہیں اور جسکو آپ چاہیں غالب کردیتے ہیں اور جسکو چاہیں پست کردیتے ہیں۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔ (بیان القرآن)

(د) یہ بھی ضرور عرض کرونگا کہ ممبران کمیٹی آج ہر چیز سے اپنے کو عاجز بتلادیں لیکن جب ووٹ لینے کا وقت ہوتا ہے تو ہر چیز سہل ہوجاتی ہے

سبب جو کسی نے پوچھا تو ہنس کے فرمایا ✦ وہ ابتدا کے لئے تھا یہ انتہا کے لئے

(ھ) یہ سب علی سبیل التسلیم ہے ورنہ آپکے سامنے ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۹۱۹ء متعلقہ پنجاب کی چند سطور پیش کرتا ہوں جس سے آپ خود اندازہ فرماسکتے ہیں کہ کسی جگہ کی کمیٹی کے ممبر قرآن خواں طلبہ کو مستثنیٰ کرسکتے ہیں یا نہیں۔ عبارت حسب ذیل ہے:۔

"غیر حاضری کے لئے معقول عذر"۔ دفعہ ۱۰ مندرجہ ذیل عذرات میں سے کوئی ایک عذر غیر حاضری کے لئے معقول عذر خیال کیا جاویگا۔

(الف) کہ لڑکے کی جا رہائش سے نزدیک ترین راستہ کے ذریعہ دو میل کے اندر پرائمری تعلیم کیلئے کوئی منظور شدہ مدرسہ نہیں ہے۔

(ب) کہ لڑکے کو مذہبی وجوہات کی بناپر کمیٹی حاضری مدرسہ سے حاضر ہونے سے معاف کردیا۔
(ج) کہ لڑکے کے متعلق کمیٹی حاضری سکول کے حسب اطمینان یہ ثابت کردیا گیا ہی کہ وہ کسی اور طریق میں عمدہ تعلیم حاصل کر رہا ہے۔" وغیرہ وغیرہ اور بھی وجوہ بیماری یا دائمی جسمانی نقص یا کمزوری وغیرہ ذکر کی ہیں اب اگر کسی طرح سے کمیٹی کے ارکان ناظرہ قرآن شریف پڑھنے کو مذہبی چیز شمار کرلیں یا بحیثیت مسلمان ہونے کے قرآن پاک کی تعلیم کو عمدہ تعلیم شمار کرلیں تو میرے ناقص خیال میں کوئی مانع سمجھ میں نہیں آتا لیکن حقیقی بات یہ ہی کہ ع یترا ہی جی نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں۔
اگر خدا کرے کہ آپ حضرات کے ذہن میں دینی اہمیت اور ضرورت مرکوز ہو جائے تو آپکی رسا طبیعتیں خود ضرورت کا اندازہ فرما سکتی ہیں کہ یہ خود غرض ملانے صرف لالچ کی خاطر شور مچارہے ہیں یا حقیقۃً انکے دل بے چین ہیں۔ مجھے اپنے متعلق اعتراف ہی کہ اپنی نااہلیت کی بدولت اتنا بیچین نہیں ہوں جتنا ایک پکے سچے مذہبی دیوانہ کو ہونا چاہیئے لیکن اپنی ان آنکھوں سے بعض ایسی مقدس اور پاک صورتوں کو دیکھتا ہوں کہ جنکا رات دن اس بے چینی اور بیقراری میں گذرتا ہی کہ شاید اُن کے اہل وعیال اور جان و مال کا یک وقت ضائع ہو جانا بھی اون کو اسقدر بیچین نہ کرسکے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ٭ اجابت از در حق بہر استقبال می آید

دنیائے سیاست کو مسلم ہی کہ اس زمانہ میں ہندوستان کی مذہبی حالت جسقدر فائق علی الدنیا ہی اُسکی نظیر مشکل ہی مگر افسوس اب مسلمان ہی کوتاہ نظری سے خود ہی اسکے دشمن ہوگئے ہیں اسکا آپکو اختیار ہی کہ آپ قبول فرمائیں یا نہ فرمائیں لیکن آخر میں اتنا ضرور عرض کرونگا کہ مرنے سے دنیا میں کسی دیندار یا بیدین کو بھی انکار نہیں اور مسلمان کے اعتقاد کیموافق اس چند روزہ زندگی کے بعد اسکو ایک دوسرے عالم کی گھاٹی سے بھی گذرنا ہی اور آج جسطرح مجرمانہ حیثیت سے ایک عالم آپ میں بہت سے لوگوں کے سامنے ہر شخص کو اس سے زیادہ ہیبت ناک منظر میں مجرمانہ کھڑا ہونا ہی اور اپنے متعلق جوابدہی کرنا ہی وہاں کسی ماں باپ سے یہ سوال ہوگا کہ تمھارے بچے کو خط لکھنا آتا تھا یا نہیں اور پہاڑے اُسکو کہاں تک یاد کرائے تھے۔ اسی طرح کسی حاکم یا ممبر سے ہر اُس شخص کے

بارہ میں جو اس کا ماتحت ہے یہ مطالبہ ہوگا کہ انکی ترقیات دنیویہ کیلئے کیا کیا اسباب مہیا کرائے تھے - ہاں یہ سوال ہر شخص سے ہوگا کہ اپنی اولاد اور ماتحتوں کو دین کیا سکھایا - کلکم راع وکلکم مسؤل عن رعیتہ حضورؐ کا ارشاد ہے (تم میں سے ہر شخص اپنے ماتحتوں کا نگہبان ہے، اور اس سے ان کے بارہ میں سوال کیا جاویگا) حق سبحانہ وتقدس کا ارشاد ہے قوا انفسکم واھلیکم نارًا - (اپنے نفوس کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ) متعدد صحابہ سے روایت ہے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم کرو اور گناہوں سے روکو - دوسری جگہ ارشاد باری عز اسمہ ہے وأمر اھلك بالصلوة واصطبر علیھا لانسئلك رزقا نحن نرزقك والعاقبة للتقوی -
ترجمہ اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے ہم آپ سے معاش نہیں چاہتے معاش تو آپکو ہم دیں گے - اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے - (بیان القرآن)
حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگوں نے دنیا کی عزت اسکی وجاہت، اسکی ترقی کو مقصود سمجھ رکھا ہے اور آخرت کو بھلا رکھا ہے - کلا بل تحبون العاجلة وتذرون الاخرة وجوہ یومئذ ناضرة الی ربھا ناظرة ووجوہ یومئذ باسرة تظن ان یفعل بھا فاقرة - ترجمہ ہرگز ایسا نہیں بلکہ تم دنیا سے محبت رکھتے ہو اور آخرت کو چھوڑ بیٹھے ہو - بہت سے چہرے تو اوس روز بارونق ہوں گے - اپنے پروردگار کیطرف دیکھتے ہوں گے اور بہت سے چہرے اس روز بدرونق ہونگے - خیال کر رہے ہونگے کہ انکے ساتھ کمر توڑ دینے والا معاملہ کیا جاویگا - حالانکہ دنیا کی زندگی جسقدر بے ثبات ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے ظاہر ہے :- عن ابن مسعودؓ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نام علی حصیر فقام وقد اثر فی جسدہ فقال ابن مسعود یا رسول اللہ لو امرتنا ان نبسط لك ونعمل فقال مالی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکب استظل تحت شجرة ثم راح وترکھا - **ترجمہ** حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوریے پر سو رہے تھے آرام فرما کر اوٹھے تو بوریے کے نشانات جسد اطہر پر پڑے ہوئے تھے ابن مسعودؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ارشاد ہو جاتا تو بستر بچھا دیتے اور کچھ راحت کی

چیزیں بنا دیں۔ حضور نے فرمایا مجھے دنیا سے کیا واسطہ میں دنیا کے ساتھ اسکی سوا نہیں کہ اس سوار کی طرح ہوں کہ چلتے چلتے کسی سایہ دار درخت کے نیچے تھوڑی دیر کو کھڑا ہو جاوے۔ اور پھر اس درخت کو چھوڑ کر اپنا راستہ اختیار کرے۔ خود حق سبحانہ وتقدس کا پاک ارشاد دنیوی زندگی کے بارہ میں ہے:۔

سورہ حدید رکوع ۳۔ اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب ولهو وزینة وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباته ثم یهیج فتراه مصفرا ثم یکون حطاماً وفی الاخرة عذاب شدید ومغفرة من الله ورضوان وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور۔ سابقوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها کعرض السماء والارض اعدت للذین آمنوا بالله ورسله ذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل العظیم۔ **ترجمہ** تم خوب جان لو کہ دنیوی حیوٰۃ محض لہو ولعب ہے، اور زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا اور اموال واولاد میں ایک کا دوسرے کو اپنے سے زائد بتلانا ہے جیسے بارش ہے کہ اسکی پیداوار کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ پھر وہ خشک ہو جاتی ہے سو اسکو تو زرد دیکھتا ہے۔ پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے اور آخرۃ میں عذاب شدید ہے (کفار کے لئے) اور خدا کی طرف سے مغفرۃ اور رضامندی ہے (اہل ایمان کیلئے) اور دنیوی زندگانی محض دھوکہ کا اسباب ہے۔ تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو اور ایسی جنت کی طرف جسکی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کی برابر ہے وہ ان لوگوں کیواسطے طیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ اپنا فضل جسکو چاہیں عنایت کریں اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

یہ حقیقتیں ہیں اُس دُنیا کی جسکی ترقیات کیلئے روشن خیال حضرات دین کی اہم چیزوں سے بے توجہی فرما رہے ہیں۔ **لہذا** ایک غرضمند کی غرضمندانہ **درخواست** آپ جیسے بے غرض حضرات سے نہایت ہی ادب ولجاجت سے **یہ ہے** کہ اول تو اگر آپ کو اسپر کسی طرح کی قدرت حاصل ہو سکے تو اس جبریہ تعلیم کے سلسلہ میں مسلم بچوں کیلئے دینی تعلیم کو منظور فرمالیجئے اور اس کے نصاب میں قرآن پاک حفظ

یا ناظرہ اور دینی رسائل جنمیں عقائد اخلاق مسائل ہوں اُسکو جاری کرا دیجئے۔ بہتر ہو کہ دینی اداروں سے اُس کے نصاب کی تجویز ہو۔ کسقدر حیرت کی بات ہے، کہ طلاق کے مسائل کی ضرورت ہو تو دینی اداروں کی احتیاج ہو لیکن بچے کی تعلیم کیلئے ایسے لوگوں کی تصانیف تجویز کیجاویں جنکو دین سے ذرا بھی مناسبت نہو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو سکے تو دوسرے درجہ میں اتنا ہی کرا دیجئے کہ تعلیم کے نصاب کو آزاد فرما دیجئے۔ اسپر ضرور جبر کیا جاوے کہ کوئی بچہ غیر تعلیم یافتہ نہ رہے مگر اسمیں جبر نہ فرماویں کہ کس قسم کی تعلیم حاصل کریں۔ اسمیں ہر شخص کا مقدر۔ اگر وہ دینی تعلیم حاصل کرنا چاہے اور کر سکے تو آپ حضرات کیطرف سے اسپر روک نہو اور دنیوی تعلیم حاصل کرے تو اُسکا مقدر۔ اگر آپ اُنکو دینی تعلیم پر مجبور نہیں فرما سکتے تو کم از کم اتنا ہی کیجئے کہ اگر وہ دینی تعلیم حاصل کرنا چاہیں تو آپکی طرف سے ممانعت اور جبر تو نہو۔
اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو تیسرے درجہ میں جو بہت ہی قلیل درجہ ہے کم از کم اتنا تو ضرور ہی کرا دیجئے کہ جو بچے قرآن پاک پڑھ رہے ہوں یا پڑھنا چاہتے ہوں ان کیلئے کوئی مانع نہ ہو

نہایت ضروری مگر مؤدبانہ التماس

میں اُن تمام حضرات کیخدمت میں جنکو ملاحظہ سے یہ تحریر گذرے نہایت ادب اور خلوص سے گذارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس دینی اور قومی اہم مقصد میں ہر قسم کی اعانت فرمائیں۔ قلم سے درم قدم سے زبان سے دعا سے دریغ نفرمائیں۔ معاملہ کی اہمیت، واقعات کی نزاکت، عہد حاضر کی مشکلات اور مسلمانوں کے اسلامی مستقبل کا صحیح اندازہ فرماتے ہوئے جلد سے جلد جملہ امکانی تدابیر عمل میں لائیں۔ حق تعالے شاہد ہیں وکفی بہ شہیدا کہ اس تمام تحریر و گذارش سے صرف خدائے قدوس کی رضا مقصود ہے اور قرآن پاک کی نہ کسی کی مخالفت کا خیال ہے نہ کسی کی مزاحمت کی فکر ہے میں چاہتا ہوں کہ عامہ مسلمین جو تنگ عام طور پر دین سے غافل تو ہیں مگر دین کے مخالف نہیں حقیقت کا انکشاف ہو جائے اور شرعی طور پر اس تعلیم کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈال سکیں اور ممکن مساعی کام میں لا سکیں مثلاً (۱) میونسپلٹی کے ممبروں سے ملنا، اسلامی ضرورت کی صحیح ترجمانی کرنا (۲) ذمہ دار حضرات کے پاس لیجانا۔ (۳) اخبارات میں مضامین شائع کرنا (۴) اور جو تدبیر جسکی سمجھ میں آئے وہ عمل میں لائے۔ من اعرض عنہ فانہ یحمل یوم القیمۃ وزرا خالدین فیہ وساء لھم یوم القیمۃ حملا۔ وما علینا الا البلاغ ؎

مجروح القلب زکریا کاندھلوی۔ مدرس مظاہر علوم سہارنپور۔ ۱۳ محرم ۱۳۵۰ھ